Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۲۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم منگل

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸	۲۹ شعبان ۱۳۹۴ھ ۔ ۱۷ر تبوک ۱۳۵۳ہش ۔ ۱۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء	نمبر ۲۱۳

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اللہ تعالیٰ نے سعادتِ عظمیٰ کے حصول کے لئے ایک ہی راہ رکھی ہے

اور وہ یہ ہے کہ انسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرزِ عمل کو اپنا رہبر اور ہادی بنا لے

(۱) "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک کامل نمونہ اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے اور محبوبِ الٰہی بننے کا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے صاف الفاظ میں فرما دیا کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ یعنی اُن سے کہہ دو کہ تم اگر چاہتے ہو کہ محبوبِ الٰہی بن جاؤ اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں تو اس کی ایک ہی راہ ہے کہ میری اطاعت کرو۔" (الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

(۲) "سعادتِ عظمیٰ کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاوے جیسا کہ اس آیت میں صاف فرما دیا قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی آؤ میری پیروی کرو تا کہ اللہ بھی تم کو دوست رکھے۔" (الحکم ۲۴ر جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۳)

(۳) "محبوبیت اور قبولیت اور ولایتِ حقّہ کا درجہ ... بجز اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا اور سچے متبع کے مقابل پر اگر کوئی عیسائی یا آریہ یا یہودی قبولیت کے آثار و انوار دکھلانا چاہے تو یہ اس کے لئے ہرگز ممکن نہ ہوگا۔" (ایک عیسائی کے تین سوالات اور ان کے جواب صفحہ ۲۷)

(۴) "اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کر سکتا جب تک نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور طرزِ عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بنا لے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اس کی بابت فرمایا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔" (الحکم ۳۱ر جولائی ۱۹۰۲ء صفحہ ۸)

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۷ر تبوک۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

کل سے ضعف کی تکلیف ہے

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

اپنے اندر محنت اور قربانی کی عادت پیدا کرو

سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ فرمودہ ۱۷ر دسمبر ۱۹۴۶ء میں فرمایا:-

"میں جماعت کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ان کو اپنے اندر محنت اور قربانی کی عادت پیدا کرنی چاہیئے اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ کسی قوم کی حالت ترقی پذیر نہیں ہو سکتی جب تک اس قوم کے خواص و عوام میں محنت اور قربانی کی عادت نہ ہو دُنیا میں قوموں پر کئی شکلوں میں مشکلات اور کئی صورتوں میں ابتلاء آتے رہتے ہیں مگر ان سب کا جواب صرف ایک ہی ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ استقلال اور بہادری سے ایسی مشکلات کا مقابلہ کیا جائے مگر یہ رُوح بھی پیدا ہو سکتی ہے جب احبابِ جماعت اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے ان کے مطابق کام بھی کریں یعنی جتنی زیادہ ذمہ داریاں ہوں اتنا ہی زیادہ کام بھی کیا جائے کیونکہ جب تک اندازے کے مطابق کام نہ کیا جائے وہ کبھی نتیجہ خیز نہیں ہوا کرتا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی دفعہ ایک مثال بیان فرمایا کرتے تھے کہ کسی بھوکے کے مُنہ میں صرف ایک لقمہ روٹی کا دے دینے سے اس کی بھوک دُور نہیں ہو سکتی اور کسی پیاسے کے مُنہ میں ایک قطرہ پانی ڈال دینے سے اس کی پیاس نہیں رُک سکتی۔ یعنی جب تک بھوکے کو اتنی غذا نہ مہیّا

(باقی صفحہ ۶ پر)

ضروری اطلاع

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ بروز جمعرات و ہفتہ مورخہ ۱۹ و ۲۱ر ۹ر ۱۹۷۴ء حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات نہیں ہوگی۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۷؍ ماہ تبوک ۱۳۵۳ ہش

ہر جوہرِ قابل کے لئے خُدائی سُنّت اور اس کا ظہور

ہم قرآن مجید کی رُو سے اس امر پر روشنی ڈال چکے ہیں کہ اپنے خاص بندوں پر اللہ تعالیٰ کے پیار کی ایک علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ وہ بعض اوقات انسانوں کی طرف سے دی جانے والی تکالیف اور مصائب و شدائد کی شکل میں ان پر وقفہ وقفہ سے ابتلاؤں کے دَور لاتا ہے۔ اس قسم کے ابتلاؤں کی دو اغراض ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ اس کے ان خاص بندوں کے صبر و رضاء اور صدق و وفا کے جوہر دُنیا پر آشکار ہوں اور وہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک اُسوہ بنیں۔ دوسرے یہ کہ جو متردّد اور متشکک قسم کے بُزدل اور منافق محض نام کے اعتبار سے ان میں آشامل ہوئے ہیں اور عند اللہ مومن نہیں ہیں وہ ان سے علیحدہ ہو جائیں اور ان کی خاک وہیں جا پہنچے جہاں کا ان کا خمیر ہے۔ اس چھانٹی کے بعد اللہ تعالیٰ حقیقی مومنوں پر ترقیات کے نئے دروازے کھول کر غلبۂ حق کی راہ کو پہلے سے کہیں زیادہ آسان کر دکھاتا ہے اور اس طرح وہ اپنی منزلِ مقصود کی طرف برق رفتاری سے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کے صادق اور وفادار بندوں پر آنے والے ابتلاؤں کی اس علّتِ غائی کو نہایت لطیف پیرائے میں بار بار اور بتکرار واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ نے ایک مرتبہ مومنوں پر آنے والے ابتلاؤں کی غرض و غایت کو ایک نہایت ہی لطیف مثال کے ذریعہ واضح کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہر ایک جوہرِ قابل کے لئے یہی قانونِ قدرت ہے کہ اوّل صدمات کا تختۂ مشق ہوتا ہے۔ مثلاً اس زمین کو دیکھو جب کسان کئی مہینے تک اپنی قلبہ رانی کا تختۂ مشق رکھتا ہے اور ہل چلانے سے اس کا جگر پھاڑتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین جو پتھروں کی طرح سخت اور درشت معلوم ہوتی تھی سُرمہ کی طرح پس جاتی ہے اور ہوا اس کو اِدھر اُدھر اُڑاتی ہے اور پریشان کرتی رہتی ہے اور وہ بہت ہی خستہ شکستہ اور کمزور معلوم ہوتی ہے اور ایک انجان سمجھتا ہے کہ کسان نے چنگی بھلی زمین کو خراب کر دیا اور بیٹھنے اور لیٹنے کے لائق نہ رہی۔ لیکن اُس دانا کسان کا فعل عبث نہیں ہوتا۔ وہ خوب جانتا ہے کہ اس زمین کا اعلیٰ جوہر بجز اس درجہ کی کوفت کے نمودار نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح کسان اُس زمین میں بہت عمدہ قسم کے دانے تخم ریزی کے وقت بکھیر دیتا ہے اور وہ دانے خاک میں مل کر اپنی شکل اور حالت میں قریب قریب مٹی کے ہو جاتے ہیں اور ان کا وہ رنگ و رُوپ سب جاتا رہتا ہے لیکن وہ دانا کسان اس لئے اُن کو مٹی میں نہیں پھینکتا کہ وہ اس کی نظر میں ذلیل ہیں۔ نہیں، بلکہ دانے اس کی نظر میں نہایت ہی بیش قیمت ہیں۔ بلکہ وہ اس لئے ان کو مٹی میں پھینکتا ہے کہ تا ایک ایک دانہ ہزار ہزار دانہ ہو کر نکلے اور وہ بڑھیں اور پھولیں اور ان میں برکت پیدا ہو اور خدا کے بندوں کو نفع پہنچے۔ پس اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینک دیتا ہے اور لوگ ان کے اُوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں اور ہر یک طرح سے ان کی ذلّت ظاہر ہوتی ہے۔ تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ہو کر نکلتے ہیں اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔" (انوار الاسلام صفحہ ۵۲، ۵۳)

اس مثال کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں پر آنے والے بظاہر مہیب ابتلاؤں کی نوعیت و کیفیت، ان کی غرض و غایت اور خود اُن بندگانِ خاص کے حق میں ان کی بے انداز افادیت پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے حضور علیہ السلام نے رقم فرمایا:-

"یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سُنّت اللہ ہے کہ وہ ورطۂ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن غرق کرنے کے لئے نہیں بلکہ اس لئے کہ تا اُن موتیوں کے وارث ہوں کہ جو دریائے وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ لوگ آگ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن اس لئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خدا تعالیٰ کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت کی جاتی ہے اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دُکھ دئے جاتے ہیں اور طرح طرح کی بولیاں ان کی نسبت بولی جاتی ہیں اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں یہاں تک کہ بہتوں کے خیال و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ وہ سچے ہیں بلکہ جو شخص ان کو دُکھ دیتا اور لعنتیں بھیجتا ہے وہ اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ بہت ہی ثواب کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے۔ اور اگر اُس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اس کو ان الفاظ سے تسلّی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا، اور فرماتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں، سُنتا ہوں اور دیکھتا ہوں۔ پس وہ صبر کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ امرِ مقدر اپنے مدّتِ مقررہ تک پہنچ جاتا ہے۔ تب غیرتِ الٰہی اس غریب کے لئے جوش مارتی ہے اور ایک ہی تجلّی میں اعداء کو پاش پاش کر دیتی ہے۔ سو اوّل نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور آخر میں اس کی نوبت آتی ہے۔" (انوار الاسلام صفحہ ۵۲، ۵۳)

اب چونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ قائم ہونے والی پاکباز و تقوایٰ شعار انسانوں کی جماعت اللہ تعالیٰ کے ایسے ہی خاص بندوں پر مشتمل تھی اور ہے اس لئے قدیم سُنّت اللہ کے مطابق ضروری تھا کہ اس جماعت کے افراد بھی جو جوہرِ قابل کا درجہ رکھتے ہیں صدمات کا تختۂ مشق بنتے اور آئندہ بھی وقفہ وقفہ سے بنتے چلے جائیں تا وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائے جائیں اور چاروں طرف سے ان پر لعن طعن کی بارشیں ہوں اور ان کے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبہ کرے۔ اس لئے نہیں کہ وہ ہلاک ہوں بلکہ اس لئے کہ وہ اور زیادہ پھلیں پھولیں، ان میں برکت پیدا ہو اور ان کے ذریعہ سے اسلام کے ساری دنیا میں غالب آنے سے نوعِ انسان کو حقیقی اور دائمی فائدہ پہنچے۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آنے والے ابتلاؤں سے اپنے متبعین یعنی اللہ تعالیٰ کے ان بندگانِ اخص کو بار بار خبردار فرمایا لیکن ساتھ ہی یہ بشارت بھی دی کہ اگر وہ صبر و ثبات کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے اور اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی آسمانی جدوجہد کو اپنے مال، اپنی عزت اور اپنی جان کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے پورے جذبہ و جوش سے جاری رکھیں گے تو خدا تعالیٰ اپنی قدرت اور جلال کے نشان ظاہر کر کے انہیں اپنی تائید و نصرت سے نوازتا چلا جائے گا۔ تکالیف، بے عزتیاں اور لعنتیں دھوآں بن کر اُڑتی چلی جائیں گی اور اسی طرح ایک لازوال عزت انہیں ملتی چلی جائے گی اور یہ سب کچھ اُس سچے پیوند کی وجہ سے ہوگا جو انہیں محبوبِ حقیقی سے ہوگا۔

اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے تو ہمارا سب سے اوّل اور مقدّم فرض یہ ہے کہ ہم اس پیوند کو کمزور نہ ہونے دیں جو ہمیں محبوبِ حقیقی سے ہے۔ اس پیوند کو مضبوط سے مضبوط تر کرنے اور کرتے چلے جانے میں ہی ہماری تمام تر کامیابی کا راز مضمر ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ باتیں جو خدا کے منہ سے نکلیں پوری نہ ہوں۔ زمین و آسمان بدل سکتے ہیں پر یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ پوری نہ ہوں۔ اسلام دنیا میں غالب آئے گا اور آئے گا بھی انہیں کے ذریعہ جنہیں خدا نے اس کام کے لئے منتخب کیا ہے۔

ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان المبارک کے بعض آداب

سلطان احمد پیر کوٹی

صدقہ و خیرات

رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے ساتھ ساتھ ایک مومن کو اس ماہ کے دوران صدقہ و خیرات بڑی کثرت سے کرنی چاہیئے ایک مومن جب رمضان کے دوران صبح سے شام تک کھانا پینا نہیں تو اس کے اندر اپنے بھائیوں کی خبر گیری محتاجوں کی احتیاج کو دور کرنے اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کا احساس پیدا ہوتا ہے والدین اپنے بچوں کو روزہ رکھتے دیکھتے ہیں تو ان کے اندر غریب بچوں کے لئے احساس ہمدردی پیدا ہوتا ہے اگر امراء روزہ رکھتے ہیں تو ان کے اندر غریبوں سے ہمدردی کا احساس پیدا ہوتا ہے پس اگر ایک روزہ دار کے اندر اپنے بھائیوں کی تکلیف کا احساس پیدا نہیں ہوتا اور وہ انہیں فائدہ پہنچانے، انہیں کھانا کھلانے اور لباس پہنانے کی کوشش نہیں کرتا اگر اپنے بھائیوں کے لئے اس کے اندر قربانی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا تو وہ روزہ کی غرض کو پورا نہیں کرتے

روزہ سے متعلق احکام کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ

یعنی جو روزہ دار جو فدیہ رمضان کی طاقت رکھتے ہوں ان پر ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ رمضان دینا باوجود روزہ رکھنے کے واجب ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جن پر قرآن کریم نازل ہوا اس ماہ میں خاص طور پر صدقہ و خیرات فرمایا کرتے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

(بخاری)

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے بڑھ کر سخی تھے اور زیادہ تر سخاوت آپ رمضان میں فرمایا کرتے تھے جب کہ جبرئیل آپ سے ملتے تھے اور جبرائیل رمضان کے مہینہ میں ہر رات آپ سے ملا کرتے اور آپ کے ساتھ مل کر قرآن کریم کا دور کیا کرتے تھے۔ ان دنوں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بارش لانے والی ہوا سے بھی اپنے جود و کرم میں بڑھ جاتے تھے بیہقی نے حضرت ابن عباسؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ

اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ اَطْلَقَ كُلَّ اَسِيْرٍ وَّاَعْطٰى كُلَّ سَائِلٍ

جونہی رمضان شروع ہوتا آپ ہر قیدی کو آزاد کر دیتے اور ہر سائل کو اس کی احتیاج دور کرنے کے لئے کچھ دیتے

پس روزہ سے صحیح فائدہ اٹھانے کے لئے ایک ضروری چیز جود و سخا اور صدقہ و خیرات ہے ہر روزہ دار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں حسب توفیق اس سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ توجہ کرنی چاہیئے اور رمضان المبارک کے دوران اس کے اندر دوسروں سے ہمدردی کا جذبہ خاص طور پر اجاگر ہونا چاہیئے۔

مریض اور مسافر کو روزہ نہیں رکھنا چاہیئے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے

فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ

یعنی اگر کوئی شخص بیمار ہو یا مسافر ہو تو اسے بہرحال بعد میں اسی تعداد کو پورا کرنا ہوگا پس رمضان المبارک کے آداب میں سے ایک ضروری ادب یہ ہے کہ جن لوگوں کو ان دنوں روزے رکھنے سے منع کیا گیا ہے وہ اس اجازت سے فائدہ اٹھائیں اور قرآنی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے سال کے دوسرے حصہ میں گنتی پوری کریں۔

رمضان المبارک میں عام طور پر افراط و تفریط سے کام لیا جاتا ہے یا تو لوگ رمضان کی برکات سے ہی منکر ہوتے ہیں اور بغیر کسی شرعی عذر یا بیماری کا روزہ کے تارک ہوتے ہیں اور یا وہ ہر بیمار کمزور بچے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے بھی یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ ضرور روزہ رکھے یہ دونوں صورتیں ہی درست نہیں اسلام ایک وسطی مذہب ہے وہ اپنے پیروؤں کو اعتدال کی تعلیم دیتا ہے اور افراط و تفریط دونوں سے منع کرتا ہے۔ پس قرآنی اجازت سے فائدہ اٹھانا ہی انسان کے لئے مفید و بابرکت ہے۔ اگر انسان مریض ہو خواہ اسے مرض لاحق ہو چکا ہو یا ایسی حالت میں ہو جس میں روزہ رکھنا یقینی طور پر مریض بنا سکتا ہو یا ایسا بوڑھا ہو جس کے قویٰ میں انحطاط شروع ہو چکا ہو۔ وقتی طور پر سفر پر ہو تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہیئے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے روزہ سے مستثنیٰ فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ الصَّوْمَ۔

(ترمذی)

حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو اللہ تعالیٰ نے روزہ سے مستثنیٰ فرمایا ہے۔ سفر کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ

سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں صحیح مسلم میں ہے عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّتِيْ رَخَّصَ لَكُمْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی رخصت سے فائدہ اٹھانا چاہیئے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سفر میں تکالیف اٹھا کر جو شخص روزہ رکھتا ہے گویا وہ اپنے زور بازو سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اس کو اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا یہ غلطی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔"

(الحکم ۲۰ جنوری سنہ ۱۸۹۹)

"قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر اور بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت دی ہے اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل کرنا چاہیئے"

(الحکم ۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۷)

"جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ رمضان میں روزہ رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد روزے رکھے خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا ہو بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔"

(بدر ۱۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷)

روزہ جان بوجھ کر ترک نہیں کرنا چاہیئے

قرآن کریم میں جہاں روزوں کی فرضیت کا ذکر ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

یعنی تم میں سے جو شخص ماہ رمضان کو پائے اور وہ مریض اور مسافر بھی نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ اس کے روزے رکھے تو گویا جو شخص مریض نہیں مسافر نہیں روزہ کے لئے تمام شرائط اس میں پائی جاتی ہیں۔ محض اس بہانہ سے کہ میں بیمار نہ ہو جاؤں یا یہ کہہ کر چلو کسی اور موقع پر روزہ رکھ لیں گے اور روزہ ترک نہ کرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کو سخت تنبیہہ کی ہے جو جان بوجھ کر رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھتا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِّنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَّلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ

(ترمذی ابوداؤد ابن ماجہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ جو شخص بغیر کسی رخصت (جائز) اور مرض کے جان بوجھ کر کوئی ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے تو وہ چاہے بعد میں زندگی بھر روزے رکھے اس کا کفارہ نہیں ہو سکے گا۔ پس رمضان المبارک کے آداب میں سے ہے کہ سوائے جائز اور شرعی رخصت کے اس کا کوئی روزہ ترک نہ کرے بلکہ شوق اور بشاشتِ قلب سے ہر روز روزہ رکھے اور خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ شرائط کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے روزہ رکھے اور اس مبارک مہینہ سے پوری طرح مستفید ہونے کی کوشش کریں۔

تعجیلِ افطار

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعجیلِ افطار پر زور دیا ہے۔ یعنی روزہ دار جونہی افطار کا وقت ہو جائے روزہ کھول دے وہ اس وہم میں نہ پڑے کہ شاید وقت نہ ہوا ہو چند منٹ اور انتظار کر لیا جائے یا یہ خیال نہ کرے کہ شاید چند منٹ بعد میں روزہ کھولنے کی وجہ سے زیادہ ثواب ہوگا روزہ کا وقت ہو جانے پر جلد افطار کر دینا چاہیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر

جب تک لوگ جلد روزہ افطار کریں گے تو وہ ہمیشہ بہتری میں رہیں گے۔

دوسری حدیث میں ہے لا یزال الدین ظاہراً ما عجل الناس الفطر لان الیھود والنصاری یؤخرون (ابوداؤد و ابن ماجہ)

دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک لوگ افطاری میں جلدی کریں گے کیونکہ یہود اور نصاریٰ روزہ دیر میں افطار کرتے تھے

روزہ کا جلد افطار کرنا ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کی جناب میں مقبول ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قال اللہ تعالیٰ احب عبادی الیّ اعجلھم فطراً (ترمذی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے نزدیک وہ شخص سب سے زیادہ محبوب ہے جو روزہ جلد افطار کرتا ہے

پس روزہ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیلئے ضروری ہے کہ انسان اس کے افطار کے سلسلہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے احکام پر پوری طرح پابند ہو۔ افطار کس چیز سے کی جائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

اذا افطر احدکم فلیفطر علی تمر فانہ برکۃ فان لم یجد فلیفطر علی ماء فانہ طھور

(ترمذی ابوداؤد و ابن ماجہ)

جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرنا چاہے تو وہ کھجور سے افطار کرے اس میں برکت ہے اور اگر کھجور نہ مل سکے تو وہ پانی سے افطار کرے اور پانی پاک اور طہور ہے۔ اس حدیث سے یہ استنباط بھی ہوتا ہے کہ روزہ کی افطاری کے لئے کسی تکلف کی ضرورت نہیں۔ زیادہ تعداد میں اشیاء مہیا کرنے کی ضرورت نہیں مفرح غذاؤں کی ضرورت نہیں۔ کھجور اور سادہ پانی ایسی سادہ اشیاء سے بھی افطار ہو سکتا ہے اور افطار میں سادگی ہی پسندیدہ ہے۔ روزہ دار کو افطار کرانا جہاں باہمی محبت و الفت بڑھاتا ہے۔ اتفاق و اتحاد پیدا کرتا ہے باہمی تعلقات کو خوشگوار بناتا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بڑے ثواب کا موجب ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من فطر صائماً کان لہ مثل اجرہ غیر انہ لا ینقص من اجر الصائم شیء

(ترمذی)

جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کراتا ہے اسے اس جتنا ہی ثواب ملیگا جبکہ روزہ دار کے اجر میں کمی نہیں کی جائیگی گویا حسنِ نیت اور اخلاص کی وجہ سے کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرانا روزہ رکھنے کے ثواب کا مستحق بنا دیتا ہے

احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اللھم لک صمت وعلی رزقک افطرت (ابوداؤد)

اے اللہ میں نے خالص تیرے لئے ہی روزہ رکھا ہے اور تیرے عطا کردہ رزق پر ہی اسے افطار کیا ہے

ان سب احادیث سے مستنبط ہوتا ہے کہ روزہ دار روزہ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ ذیل ہدایات پر پورا عمل کرے

۱۔ روزہ جلد افطار کیا جائے یہود و نصاریٰ کی طرح اس میں تاخیر نہ کی جائے

۲۔ افطاری نہایت سادہ ہو۔ بہتر ہے کھجور سے کی جائے یا سادہ پانی سے

۳۔ باہمی الفت و محبت پیدا کرنے کی غرض سے اور مسنون ثواب کی خاطر دوسرے روزہ داروں کی افطاری کا انتظام کرانے کی کوشش کی جائے

۴۔ پوری کوشش کی جائے کہ انسان رزق حلال کمائے۔ رزق حلال کما کر روزہ رکھے اور اسی سے روزہ افطار کرے

۵۔ روزہ افطار کرتے وقت مسنون دعا پڑھے

بعض امور جن کا خیال رکھا جائے

بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

من نسی وھو صائم فلیتم صومہ (بخاری و مسلم)

جو بھول کر کھا پی لے اور روزہ دار ہی رہتا ہے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا پس چاہیے کہ ایسا شخص اپنا روزہ پورا کر لے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔

اذا نسی فاکل وشرب فلیتم صومہ فانما اطعمہ اللہ و سقاہ (بخاری)

اگر کوئی روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو وہ اپنے روزہ کو پورا کرے کیونکہ جو کچھ اس نے کھایا یا پیا ہے اسے خدا نے کھلایا پلایا ہے اور اگر روزہ دار کو خدا ہی کھلاتا پلاتا ہے تو پاس والے لوگوں کو اسے یاد نہیں دلانا چاہیئے کیونکہ اگر اسے خدا کھلا پلا رہا ہے تو کسی انسان کو اس میں روک بننے کی کیا ضرورت ہے

۲۔ افطار کرتے یا سحری کھاتے وقت جلد بازی سے کام نہ لیا جائے اگر روزہ دار سحری کھا رہا ہو اور ایک دو لقمے باقی رہ گئے ہوں یا پانی پی رہا ہو اور پانی کا ایک آدھ گھونٹ باقی رہ جائے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ دو لقمے کھا لے یا وہ پانی پی لے جیسا کہ فرمایا۔

اذا سمع النداء احدکم والاناء فی یدہ فلا یضعہ حتی یقضی حاجتہ

(بحوالہ مشکوٰۃ)

اگر کوئی سحری کھاتے وقت اذان سن لے اور برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ اذان کی وجہ سے برتن نیچے نہ رکھے بلکہ کھا پی کر ضرورت کو پورا کرے

۳۔ خود بخود قے آ جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہاں اگر کوشش کر کے قے لائی جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کی قضاء لازم ہوتی ہے جیسا کہ اس حدیث میں حضور نے فرمایا ہے

من ذرعہ القیء وھو صائم فلیس علیہ قضاء ومن استقاء عمداً فلیقض۔ (ترمذی ابوداؤد)

جس کو بے اختیار قے آ جائے وہ روزہ دار ہی رہے گا۔ اس پر قضاء نہیں ہوگی۔ ہاں جو کوشش کر کے قے لائے۔ اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضاء لازم ہوگی

(۴) کلی کرنے یا ناک میں پانی ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ لیکن ناک کے ذریعہ پانی زور سے اوپر نہیں کھینچنا چاہیئے۔ اس سے پانی گلے کے اندر جا سکتا ہے اور جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(۵) روزہ دار اشد ضرورت کے وقت آنکھ میں سرمہ لگا سکتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میری آنکھ میں تکلیف ہے کیا میں سرمہ لگا لوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں لیکن بعض اہل علم اصحاب نے روزہ دار کے لیے سرمہ لگانا ناپسند فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسے مکروہ قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"مکروہ ہے اور ایسی ضرورت ہی کیا ہے کہ دن کے وقت سرمہ لگائے رات کو سرمہ لگا سکتا ہے۔"

(بدر ۷ فروری ۱۹۰۷ء)

ایک موقعہ پر بیمار آنکھوں میں دوائی ڈالنے کے متعلق فرمایا۔

"یہ سوال ہی غلط ہے۔ بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔"

(بدر ۷ فروری ۱۹۰۷ء)

(۶) احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کے دوران مسواک کیا کرتے تھے ہاں بعض اہل علم کے نزدیک تر لکڑی کی مسواک ناپسندیدہ ہے اور بعض نے دن کے آخری حصہ میں مسواک کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس وقت طبیعت کے ملال کی وجہ سے پانی یا لعاب گلے کے اندر جا سکتا ہے۔

(۷) گرمی کی وجہ سے پیاس کی شدت محسوس ہو تو سر پر پانی ڈالنا جائز ہے اس سے پیاس کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث میں آتا ہے کہ یصب علی راسہ الماء من العطش وھو صائم روزہ دار ہونے کی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر پر پانی ڈالا کرتے تھے

خدا تعالیٰ کی شفقت جنت ہے

"وہ لوگ جو تکلف سے اپنے آپ کو شفقت سے محروم رکھتے ہیں اس لئے خدا ان کو دوسری مشغولیوں میں ڈالتا ہے اور نکما نہیں اور دوسرے جو خود شفقت میں پڑتے ہیں ان کو وہ آپ نکالتا ہے انسان کو واجب ہے کہ اپنے نفس پر آپ شفقت نہ کرے بلکہ ایسا بنے کہ خدا تعالیٰ اس کے نفس پر شفقت کرے کیونکہ انسان کی شفقت اس کے نفس پر اس کے واسطے جہنم ہے اور خدا تعالیٰ کی شفقت جنت ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عطیہ دہندگان مد امداد طلبہ ماہ اگست ۱۹۷۴ء

جن دوستوں نے مد امداد طلبہ میں عطیہ جات دئے ہیں ان کے نام شکریہ کے ساتھ شائع کئے جاتے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور اپنے حضور میں انہیں بہترین جزاء بخشے۔ جن احباب کرام نے اس کار خیر میں حصہ نہیں لیا۔ اللہ تعالےٰ ان کو بھی اس کار خیر میں حصہ لینے کی بڑھ چڑھ کر توفیق عطاء فرمائے۔

(نگران امداد طلبہ)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا
" " ام متین صاحبہ "
" " مہر آپا صاحبہ "
محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب
صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
" ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب
محترم سید عبد الرزاق شاہ صاحب
" مولوی محمد الدین صاحب صدر انجمن احمدیہ
" ڈاکٹر ایم۔ اے ظفر صاحب۔
" مولوی سلطان محمود انور صاحب کراچی
" محمد شفیع صاحب ہاشمی "
" مرزا محمد عثمان صاحب کویت
" چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ
" عبد الغفور صاحب خالد کراک لاہور
از طرف لفٹیننٹ عبد المحسن صاحب کراک "
محترم ڈاکٹر مرزا عبد القیوم صاحب نوشہرہ چھاؤنی
" مرزا غلام احمد صاحب ربوہ
محترمہ سیدہ رشیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔
محترمہ ثریا بیگم صاحبہ حیدر آباد سندھ
از طرف ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب کاٹھی مرحوم
مکرم چوہدری کریم احمد صاحب کراچی۔
محترمہ بیگم امینہ عنایت اللہ صاحب کراچی۔
مکرم حمید احمد صاحب خالد ربوہ۔
محترمہ امۃ الباری نعیم صاحبہ کراچی۔
" مجیدہ بیگم صاحبہ شاہنواز "
" بشریٰ بیگم صاحبہ ربوہ
مکرم رشید احمد صاحب چغتائی ربوہ
" شیخ عبد اللطیف صاحب مردان۔
" سردار نور احمد صاحب مرتضیٰ از طرف والدہ صاحبہ مرحومہ۔
محترمہ قمر سلطانہ صاحبہ چکوال۔
" بیگم صاحبہ سید جواد علی صاحب ربوہ
" وحیدہ قمر صاحبہ ربوہ۔
" " " " از طرف اقبال بھٹی چمبڑ صاحب
محترمہ اہلیہ صاحبہ حکیم حفیظ الرحمٰن صاحب ربوہ
مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ربوہ۔
جماعت احمدیہ دار الرحمت شرقی
" " کوئٹہ
" " کراچی۔
" " دار الرحمت غربی۔

جماعت احمدیہ چک ۱۶۳ ملتان۔
" " شیخوپورہ۔
مکرم اخوند فیاض احمد صاحب لاہور
محترمہ مس نجمہ نصیر صاحبہ "
مکرم چوہدری حفیظ صاحب ایڈووکیٹ "
" شیخ نوید احمد صاحب "
" عبد الباسط خان صاحب "
" بابو انشاء اللہ خان صاحب "
" شیخ رفیق احمد صاحب "
" لطف المنان صاحب از طرف حکیم فضل الرحمٰن صاحب مرحوم
مکرم محمود احمد صاحب لاہور
" علیم الدین صاحب "
" مجید احمد صاحب "
" چوہدری منیر نواز صاحب "
" میر غلام احمد صاحب نسیم ربوہ
" عبد الرزاق صاحب "
" سلیم احمد صاحب "
" آمنہ بی شاہ صاحبہ آف امریکہ بذریعہ مدیرہ صاحبہ مصباح
مکرم محمد سلیم صاحب ربوہ۔
" کیپٹن ڈاکٹر محمد رمضان صاحب ربوہ
" شیخ محمد نعیم صاحب متعلم جامعہ احمدیہ
محترمہ بیگم صاحبہ سیٹھ محمد اعظم صاحب حیدر آبادی ربوہ
مکرم چوہدری غلام احمد صاحب چک ۲۰ گ ب لائلپور
مکرم مرغوب احمد صاحب لنڈن بذریعہ مکرم ایڈیٹر صاحب الفضل
محترمہ ساجدہ ایاز صاحبہ ربوہ
مکرم عبد اللطیف صاحب ربوہ۔
" چوہدری محمد رشید صاحب حیدر آباد سندھ
محترمہ امۃ الحی خالد صاحبہ کراچی۔

اذکروا موتاکم بالخیر

محترم خان میر صاحب کابلی

(از محترم ملک سعید احمد صاحب کراچی)

محترم خان میر صاحب مرحوم نے عرصہ تک حضرت مصلح موعودؓ کے پہرے کی خدمت بڑی مستعدی سے سرانجام دی ہے۔ جن احباب نے انہیں جلال و جمال کا پیکر بنے تیز تیز نظروں سے پہرے کے دوران خاموش کھڑے دیکھا ہے وہ شاید اس بات سے واقف نہ ہوں کہ افغانستان سے آیا ہوا یہ لعل کیونکر احمدیت کا فدائی بن گیا اور احمدیت کے مرکزی کردار کا کس طرح عرصہ تک محافظ رہا۔ محترم خان میر صاحب بہت ہی خاموش طبیعت تھے، اور ان کو دیکھ کر کوئی شخص یہ اندازہ نہ کر سکتا تھا کہ افغانستان کی سنگلاخ زمین کا یہ پٹھان کن خوبیوں سے متصف تھا۔ نور فراست جو انبیاء کی شناخت کا حقیقی اور واحد ذریعہ ہے وہی رہنمائی فرماتا ہے اور بظاہر خاموش مومن بھی ایسی سمجھ بوجھ اور بصیرت رکھتا ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ محترم خان میر صاحب کا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں جو ہمیشہ مجھے متأثر کرتا ہے کہ کس طرح یہ خان زادہ بصیرت سے بہرہ مند تھا۔ دراصل یہی بصیرت انہیں کھینچ کر مرکز احمدیت تک لے آئی تھی۔

۱۹۳۷ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اہم تقریر بعد نماز عصر مسجد اقصیٰ قادیان میں کرنا تھی۔ خاکسار چونکہ ان دنوں بورڈنگ تحریک جدید کا سپرنٹنڈنٹ تھا اور حضور کے رستے کا پہرہ ہم نے رضا کارانہ طور پر اپنے ذمہ لیا ہوا تھا اس لئے خان میر صاحب مرحوم سے بھی کچھ رابطہ رہتا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد احباب جماعت مسجد اقصیٰ میں جمع ہو چکے تھے اور حضور کی آمد کا انتظار تھا۔ میں حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ ناظر اعلیٰ کے بائیں جانب بیٹھا تھا کہ اتنے میں کسی نے چوہدری صاحب سے پوچھا کہ تقریر کے دوران نعرے لگائے جائیں یا نہیں۔ یہ سوال بہت مشکل تھا کیونکہ عام خیال تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ نعروں کو پسند نہ کرتے تھے۔ چوہدری صاحب کے دائیں جانب حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تشریف فرما تھے لیکن حضور کے منشاء کا حتمی علم نہ تھا۔ آخر چوہدری صاحبؓ نے مجھے فرمایا کہ میں جا کر حضرت مصلح موعودؓ سے دریافت کروں کہ نعرے لگانے کی اجازت ہے یا نہیں۔ میں مسجد مبارک میں پہنچا اور تحریری طور پر سوال لکھ کر حضور کی خدمت میں بھجوا دیا۔ خان میر صاحب مرحوم کے دریافت کرنے پر میں نے اپنی آمد کا مقصد بتایا تو انہوں نے فرمایا "ملک صاحب! یہ بھی کوئی پوچھنے والی بات ہے۔ جوش آئے تو لگاؤ" یہ الفاظ بجلی کی طرح مجھ پر گرے اور میں نے محسوس کیا کہ کیسی غلطی ہوئی اور آج حضور سخت ناراض ہوں گے۔ لیکن اس سیدھے سادے پٹھان نے میرے پاؤں تلے سے زمین نکال دی کہ یہ فیصلہ وہیں کرنا چاہئے تھا۔ حضور سے اس بارے میں دریافت کرنا مناسب نہ تھا۔ بہرحال رقعہ اندر بھجوا چکا تھا اب واپس نہیں آ سکتا تھا۔ اتنے میں پیغام ملا کہ میں قصر خلافت میں حاضر ہوں۔ اس دوران دعا میں مصروف رہا۔ گھنٹی ہوئی اور حضور نے اندر بلایا۔ چہرے پہ وہی محبت بھری مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔ جان میں جان آئی۔ پھر حضور نے بعض ضروری ہدایات سے نوازا اور فرمایا جلدی جلدی مجمع منتقل کر کے مجھے اطلاع دیجائے۔ مگر میرا مشن پورا نہ ہوا تھا اس لئے میں نے دریافت کیا کہ حضور نعروں کے متعلق۔ فرمایا کہ میں نے نعروں کو کبھی برا نہیں منایا بلکہ مجھے پانی یا چائے پی کر خشک گلے کو تر کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے اور لگاتار تقریر کرنے سے تھوڑی سی فرصت سانس لینے کی مل جاتی ہے۔ لیکن پھسپھسے نعرے مجھے پسند نہیں۔ نعرہ لگانا ہو تو زور سے لگایا جائے ورنہ نہیں۔ یہ پیغام ناظر اعلیٰ صاحب کی خدمت تک پہنچا دیا لیکن خان میر صاحب کی سادہ سی بات جب مجھے یاد آتی ہے تو اکثر سوچتا ہوں کہ اس کوہستانی کو اللہ تعالیٰ نے کیسی بصیرت عطا فرمائی تھی کہ اس کے نور فراست نے اس کو قادیان تک پہنچا دیا جبکہ پنجاب کے فضلاء اور ادباء بھی نہر خوشگوار کے کنارے تشنہ بیٹھے رہے اور وہ کوہستانی کن دور دراز علاقوں سے آ کر تسنیم و کوثر سے سیراب ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے۔ آمین

ضرورت مشین فٹر

ایک ربڑ اور پلاسٹک سٹور کے کارخانہ کیلئے مشین فٹرز اور الیکٹریشن کی ضرورت ہے۔ خواہشمند احباب مقامی امیر یا پریذیڈنٹ کی تصدیق سے درخواستیں بمعہ ایک عدد تصویر مندرجہ ذیل پتہ پر ۳۰ ستمبر تک بھجوادیں۔
تنخواہ حسب قابلیت و تجربہ۔

ماڈرن انڈسٹریز
۱۰۰ اسی سمال انڈسٹریز اسٹیٹ گوجرانوالہ۔ فون نمبر ۲۲۵۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی طبیعت ایسی بناؤ کہ قولِ احسن کے سوا زبان سے کوئی بات نہ نکلے

خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور رضاء کے حصول کے لئے قرآن کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ اپریل ۱۹۶۸ء میں فرمایا :-

"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں :-

"چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہارے وجود میں نمودار ہو اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آئے اور خدا کی بزرگی تم میں قائم ہو۔ اگر قرآن اور حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اس کو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہو جاؤ اور اپنے مولا حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کے لئے سارے دکھ اُٹھاؤ۔ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۸۲۵ تا صفحہ ۸۳۵ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۵۴۶ تا صفحہ ۵۵۲)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں :-

"اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں فلاح دارین حاصل ہو اور لوگوں کے دلوں پر فتح پاؤ تو پاکیزگی اختیار کرو، عقل سے کام لو اور کلامِ الٰہی کی ہدایات پر چلو۔ خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اپنے اخلاقِ فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ تب البتہ کامیاب ہو جاؤ گے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

سخن کز دل بروں آید نشیند لاجرم بر دل

پس پہلے دل پیدا کرو۔ اگر دلوں پر اثر اندازی چاہتے ہو تو عملی طاقت پیدا کرو کیونکہ عمل کے بغیر قولی طاقت اور لسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ زبان سے قیل و قول کرنے والے تو لاکھوں ہیں۔۔۔ تم میری بات سُن رکھو اور خوب یاد کر لو کہ اگر انسان کی گفتگو سچے دل سے نہ ہو اور عملی طاقت اس میں نہ ہو تو وہ اثر پذیر نہیں ہوتی۔ اسی سے تو ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بڑی صداقت معلوم ہوتی ہے کیونکہ جو کامیابی اور تاثر فی القلوب آپ کے حصہ میں آئے اس کی کوئی نظیر بنی آدم کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اور یہ سب اِس لئے ہوا کہ آپ کے قول اور فعل میں پوری مطابقت تھی۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۶۷-۶۸)

یہ تو چند حوالے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب اور آپ کی تحریریں اور تقریریں اور ملفوظات ان باتوں سے بھری ہوئی ہیں۔ پس خدا کے لئے قرآن کریم کے مطابق اپنی زندگیوں کو ڈھالو اور جیسا کہ میں نے کہا ہے ہمارے ہر عضو پر اللہ تعالیٰ نے کچھ پابندیاں عائد کی ہیں اور زبان ایک بنیادی اہمیت کی حامل ہے کیونکہ ہمارے ہر عمل کو یہ پاک سے پاک تر بھی بنا سکتی ہے اور ہمارے ہر عمل کو یہ ضائع بھی کر سکتی ہے مثلاً ایک شخص غرباء میں مال تقسیم کرتا ہے لیکن بعد میں منّ اور اذیٰ کا طریق اختیار کرتا ہے۔ کروڑوں روپوں کو اِس طرح زبان کی ایک جنبش سے ضائع کر دیتا ہے اور خدا تعالیٰ کی درگاہ سے وہ روپیہ دھتکارا جاتا اور اس کی رضا کو حاصل نہیں کر سکتا۔

احترام ہے۔ اس کا اظہار بھی زبان سے ہوتا ہے۔ اور وہ جن کا احترام کرنا اور جن کی عزّت کرنا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے فرض کیا ہے ان کے حق میں احترام کے سوا کوئی اَور بات مُنہ سے نکالنا فعلی نیکیوں کو ضائع کر دیتا ہے۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ باپ روحانی ہو یا جسمانی اس کے سامنے اُف نہیں کرنی کیونکہ ربوبیّت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو شریک کیا ہے۔ ہر ماں باپ صفتِ ربوبیّت میں سے کچھ نہ کچھ حصّہ ضرور لیتے ہیں خواہ وہ اچھے ماں باپ نہ بھی ثابت ہوں۔ جو اچھے ماں باپ ہوں وہ تو بہت سا حصّہ اس دُنیا کی ربوبیت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے لیتے ہیں۔ اگرچہ انسان کی ربوبیّت اور اللہ تعالےٰ کی ربوبیّت کا تو آپس میں مقابلہ ہو ہی نہیں سکتا یہ تو بالکل واضح ہے لیکن دُنیوی نقطۂ نگاہ سے ایک حد تک وہ ربوبیّت میں سے حصّہ لیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ جو روحانی ربوبیت کرنے والا یا جسمانی ربوبیت کرنے والا ہو اسے ایسی بات نہ کہو جو اُف میں شامل ہو بلکہ احترام کرو۔ پھر اسلام یہ کہتا ہے کہ اپنے سے بڑوں کا احترام کرو اور چھوٹوں پر شفقت کرو۔ یہ احترام اور شفقت فعل سے بھی ہوتی ہے اور زبان سے بھی ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص فعل سے تو بڑی شفقت کرے لیکن زبان کو غلط راہوں پر چلائے وہ بیباک وار کرنے والی ہو تو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے شخص سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ فرمایا "لَیْسَ مِنَّا"۔

پس ہزاروں احکام ہیں جن کا زبان سے تعلق ہے جن میں سے بعض کے متعلق میں نے اپنے ان دو خطبوں میں آپ دوستوں کے سامنے کچھ بیان کیا ہے لیکن جو کامل اور مکمل تعلیم ہمیں دی گئی ہے سب کو اپنے سامنے رکھنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ اور بنیادی چیز یہ ہے کہ اگر خدا کا بندہ بننا ہو، اس کے عباد میں شامل ہونا ہو تو احسن قول کی پیروی کرنا ضروری ہے۔ اپنی طبیعت ایسی بنانا چاہیئے کہ "احسن" کے سوا مُنہ سے کوئی بات ہی نہ نکلے۔ خدا کرے کہ وہ ہم سب کو اِس بات کی توفیق دے کہ وہ ہر راہ سے ہمیں اپنے بندوں میں شامل کرے اور ہم اس کے حقیقی بندے بن جائیں اور ہم سے کوئی بات ایسی سرزد نہ ہو جو ہمیں اس کے گروہ اس کے عباد سے نکالنے والی ہو۔"

(الفضل ۴ مئی ۱۹۶۸ء صفحہ ۳)

اپنے اندر محنت اور قربانی کی عادت پیدا کرو

(بقیہ صفحہ اوّل)

کی جائے جس سے اس کا پیٹ بھر سکے۔ یا جب تک ایک پیاسے کو اتنا پانی نہ دیا جائے جس کو وہ سیر ہو کر پی سکے اس وقت تک نہ وہ بھوکا اور نہ ہی وہ پیاسا بھوک اور پیاس کی تڑپ کو دُور کر سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی صحت قائم یا بحال ہو سکتی ہے۔

یہی حال کاموں کا بھی ہوتا ہے جتنا بڑا کام ہو اتنی ہی اس کے لئے محنت صرف کی جائے تو وہ ختم کیا جا سکتا ہے ورنہ نہیں اگر کام تو بڑا ہو اور انسان زور تھوڑا لگائے یا محنت کم کرے تو وہ اس کو کبھی سرانجام نہ دے سکے گا۔ مثلاً اگر کسی دریا کا کنارہ ٹوٹ جائے تو اگر کوئی شخص وہاں مٹھی سے مٹی ڈالنا شروع کر دے تو خواہ وہ کتنی بھی مٹھیاں ڈالے مٹی بھی ضائع ہو جائے گی اور دریا کا پانی بھی نہ رُک سکے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اس کنارے پر ایک ایک پتھر پھینکنا شروع کر دے تو وہ پتھر پانی کے تیز بہاؤ کے ساتھ ہی بہتے چلے جائیں گے اور سوائے اس کے کہ اس شخص کا وقت ضائع ہو اور کوئی نتیجہ نہ نکل سکے گا۔ البتہ اس کام کے لئے اگر یہ انتظام کر دیا جائے کہ اتنے پتھر اور اتنی مٹی وہاں پھینکی جائے جو پانی کو روک سکیں تو پہلے پانی کا زور ٹوٹنا شروع ہو جائے گا اور پھر آہستہ آہستہ پانی بالکل رُک جائے گا۔۔۔ پس کام کے مطابق طاقت کو خرچ کیا جائے تو کام ہو سکتا ہے ورنہ دریا کے شکستہ کنارے پر مٹھی سے مٹی پھینکنے والا شخص یقیناً پاگل کہلائے گا۔ کیونکہ جب تک کام کے اندازے کے مطابق زور نہ خرچ کیا جائے اس وقت تک صحیح نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا۔"

(مشعلِ راہ صفحہ ۵۷۵، صفحہ ۵۷۶)

درخواستِ دعا

میری اہلیہ تنویر اختر صاحبہ چند دنوں سے سخت بیمار ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور میری پریشانیوں کو دور کرے

(محمد عبد اللہ شیراز سیکل ڈپو ربوہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴